عام الحزن

<"xml encoding="UTF-8?>

بعثت کے دسویں سال بطل جلیل حضرت ابوطالب علیہ الصلاۃ والسلام کی رحلت ہوئی۔ آپ کی وفات سے رسول(ص) اللہ اپنے اس مضبوط، وفادار اور باعظمت حامی سے محروم ہوگئے جو آپ(ص) کا، آپ(ص) کے دین کا اور آپ(ص) کے مشن کا ناصر و محافظ تھا (جیساکہ پہلے عرض کرچکے ہیں)۔
اس حادثے کے مختصر عرصے بعد بقولے تین دن بعد اور ایک قول کے مطابق ایک ماہ(1) بعدام المؤمنین حضرت خدیجہ (صلوات اللہ وسلامہ علیہا) نے بھی جنت کی راہ لی۔ وہ مرتبے کے لحاظ سے رسول(ص) اللہ کی ازواج میں سب سے افضل ہیں۔
نیز آنحضرت(ص) کے ساتھ اخلاقی برتاؤ اور سیرت کے حوالے سے سب سے زیادہ باکمال تھیں۔ رسول(ص) خدا کی ایک بیوی(حضرت عائشےہ) ان سے بہت حسد کرتی تھیں حالانکہ اس نے حضرت خدیجہ(ع) کے ساتھ آنحضرت(ص) کے گھر میں زندگی نہیں گزاری تھی کیونکہ آپ(ص) نے حضرت خدیجہ کی رحلت کے بہت عرصہ بعد اس سے شادی کی تھی۔(2)
دین اسلام کی راہ میں حضرت ابوطالب(ع) اور حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کی عظیم خدمات کا اندازہ اس حقیقت سے ہوسکتا ہے کہ نبی کریم(ص) نے ان دونوں کی وفات کے سال کو عام الحزن کا نام دیا(3) یعنی غم واندوہ کا سال۔ آپ(ص) نے ان دونوں سے جدائی کو پوری امت کیلئے مصیبت اور سانحہ قرار دیا۔
چنانچہ فرمایا:" اس امت پر دو مصیبتیں باہم ٹوٹ پڑیں اور میں فیصلہ نہیں کرسکتا ان میں سے کونسی مصیبت میرے لئے دوسری مصیبت کے مقابلے میں زیادہ سخت تھی"(4)۔ یہ بات آپ(ص) نے ان دونوں کی جدائی کے غم سے متا ثر ہوکر فرمائی۔

محبت وعداوت، دونوں خداکی رضاکیلئے

واضح ہے کہ ان دونوں ہستیوں سے رسول(ص) کی محبت اور ان دونوں کی جدائی میں آپ(ص) کا حزن وغم نہ ذاتی مفادات ومصالح کے پیش نظر تھا اور نہ ہی خاندانی محبت وجذبے کی بنا پر بلکہ آپ(ص) کی محبت فقط اور فقط رضائے الٰہی کیلئے تھی۔ آپ(ص) کسی بھی شخص کو اتنی ہی اہمیت دیتے ،اس کی جدائی میں اتنے ہی غمگین ہوتے اور اس سے اسی قدر روحانی و جذباتی لگاؤ رکھتے جس قدر اس شخص کا رابطہ خدا سے ہوتا ،جس قدر وہ اللہ سے نزدیک اور اس کی راہ میں فداکاری کے جذبے کا حامل ہوتا۔
آپ(ص) حضرت ابوطالب(ع) اور حضرت خدیجہ(ع) کیلئے اس وجہ سے غمگین نہ ہوئے تھے کہ خدیجہ آپ(ص) کی زوجہ تھیں یا ابوطالب آپ(ص) کے چچا تھے وگرنہ ابولہب بھی تو آپ(ص) کا چچا تھا ۔بلکہ وجہ یہ تھی کہ آپ(ص) نے ان
دونوں کی قوت ایمانی، دین میں پائیداری اور اسلام کی راہ میں فداکاری کو محسوس کرلیا تھا۔ اور یہی تو اسلام کا بنیادی اصول ہے جس کی خدانے یوں نشاندہی کی ہے (لاتجد قوماً یومنون باللہ و الیوم الآخر یوادون

من حاد اللہ و رسولہ و لو کانوا آبائھم او ابنائھم او اخوانھم او عشیرتھم ...) (5) یعنی جولوگ اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو خدا اور اس کے رسول(ص) کے مخالفین سے محبت کرتے ہوئے نہیں پائیں گے خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا رشتے دار ہی کیوں نہ ہوں۔
کیا شرک سے زیادہ کوئی دشمنی اللہ اور رسول(ص) کے ساتھ ہوسکتی ہے؟ وہی شرک جس کے بارے میں خدانے فرمایا ہے: (ان الشرک لظلم عظیم) یعنی شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔
نیز فرمایا ہے: (ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک) یعنی یہ کہ خدا شرک کے علاوہ دیگر گناہوں کو معاف کردیتا ہے۔
خداکی رضا کیلئے محبت کرنے اور اس کی رضا کیلئے بغض رکھنے کے بارے میں آیات و احادیث حد سے زیادہ ہیں اور ان کے ذکر کی گنجائشے نہیں۔
اسی معیار کے پیش نظر خداوند تعالی نے حضرت نوح(ع) سے انکے بیٹے کے متعلق فرمایا: (انہ لیس من اھلک انہ عمل غیرصالح)(6) یعنی اس کا تیرے گھرانے سے کوئی تعلق نہیں ہے اسکا تو غیرصالح عمل ہے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم (ع) کا قول قرآن مجید میں ہے کہ (من تبعنی فانہ منی) (7) جو میری پیروی کرے گا وہ میرے خاندان سے ہوگا۔
نیز اسی بنا پر سلمان فارسی کا شمار اہلبیت پیغمبر(ص) میں ہوا۔
ابوفراس کہتا ہے:

کانت مودة سلمان لھم رحما
ولم تکن بین نوح و ابنہ رحم ...

یعنی اہلبیت پیغمبر(ص) سے محبت کے باعث سلمان ان کے گھرانے کا ایک فرد بن گیا جبکہ اس کے برعکس نوح(ع) اور ان کے بیٹے کے درمیان قرابت نہیں رہی۔

1۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ میں نے کسی عورت سے اتنی نفرت نہیں کی جس قدر خدیجہ سے کی ہے۔ اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ میں نے اس کے ساتھ زندگی گزاری ہو بلکہ یہ تھی کہ رسول(ص) اللہ انہیں زیادہ یاد کرتے تھے۔ اگر آپ(ص) کوئی گوسفندبھی ذبح کرتے تو اسے حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کے پاس بطور ہدیہ بھیجتے تھے۔ (8)یہ قول مختلف عبارات میں مختلف اسناد کے ساتھ مذکور ہے۔
ایک دن رسول(ص) (ص) اللہ نے حضرت خدیجہ کاذکر کیا تو ام المومنین عائشہ نے ناک بھوں چڑھاتے ہوئے کہا:" وہ تو بس ایک بوڑھی عورت تھی جس سے بہتر عورت خدا نے آپ(ص) کو عطاکی ہے"۔ مسلم کے الفاظ یہ ہیں "جس کا آپ(ص) ذکر کرتے ہیں وہ تو قریش کی بوڑھیوں میں سے ایک بڑھیا تھی۔ جس کے لبوں کے گوشے سرخ تھے اور اسے مرے ہوئے عرصہ ہوگیا ہے ۔ خدا نے آپ کو اس سے بہتر عطا کی ہے"۔ یہ سن کر رسول(ص) اللہ غضبناک ہوئے یہاں تک کہ آپ(ص) کے سرکے اگلے بال کھڑے ہوگئے۔ پھر فرمایا :"خدا کی قسم ایسانہیں، اللہ نے مجھے اس سے بہتر عطا نہیںفرمایا ..."۔ (9)
عسقلانی اور قسطلانی کا کہنا ہے کہ حضرت عائشہ پیغمبراکرم(ص) کی بیویوں سے حسد کرتی تھیں لیکن

حضرت خدیجہ سے ان کا حسد زیادہ تھا_ (10)
مجھے اپنی زندگی کی قسم یہ تو حضرت خدیجہ کی زندگی کے بعد حضرت عائشہ کی حالت ہے_ پتہ نہیں اگر وہ زندہ ہوتیں تو کیا حال ہوتا؟ نیز جب ام المومنین کے حسد نے مُردوں کوبھی نہ چھوڑا تو زندوں کے ساتھ ان کا رویہ کیسا رہا ہوگا؟

1_ السیرة الحلبیہ ج1 ص 346 ، السیرة النبویہ (ابن کثیر) ج 2 ص 132 ، البدایہ والنہایہ ج 3 ص 127 اورا لتنبیہ و الاشراف ص 200_
2_ البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ج 3 ص 127 و 128 ، السیرة النبویہ(ابن کثیر) ج 2 ص 133 تا 135 ، صحیح بخاری ج 2 ص 202 ، عائشہ (عسکری) ص 46 اور اس کے بعد اور اس کے بعض منابع ہم نے آنے والی فصل " بیعت عقبہ تک " میں عائشہ کے حسن و جمال کے ذکر میں بیان کیا ہے_
3_ سیرت مغلطای ص 26، تاریخ الخمیس ج1 ص 301 ، المواہب اللدنیہ ج 1 ص 56 ، السیرة النبویہ (دحلان) ج 1 ص 139 ص 21 مطبوعہ دار المعرفہ اور اسنی المطالب ص 21_
4_تاریخ یعقوبی ج 2ص 35 _
5_ سورہ مجادلہ، آیت 22 _
6_ سورہ ہود آیت 46_
7_ سورہ ابراہیم آیت 36_
8_ صحیح بخاری ج 9 ص 292 اور ج 5 ص 48 اور ج 7 ص 47 اور ج 8 ص 10 صحیح مسلم ج 7 ص 34_135 اسد الغابة ج 5 ص 438، المصنف ج 7 ص 493، الاستیعاب حاشیة الاصابة ج 4 ص 286 صفة الصفوة ج 2 ص 8، بخاری و مسلم سے، تاریخ الاسلام ذہبی ج 2 ص 153البدایة و النہایة ج 3 ص 128_
9_ صحیح مسلم ج 7 ص 134 لیکن اس نے آپ(ص) کا جواب ذکر نہیں کیا، اسد الغابة ج 5 ص 438 نیز ص 557 و 558 ،الاصابة ج 4 ص 283 استیعاب ج 4 ص 286، صفة الصفوة ج 2 ص 8مسند احمد ج 6 ص 117بخاری ج 2 ص 202 مطبوعہ 1309 ہجری ، البدایة و النہایة ج 3 ص 128 نیز اسعاف الراغبین در حاشیہ نور الابصار ص 96_
10_ فتح الباری ج 7 ص 102، ارشاد الساری ج 6 ص 166 و ج 8 ص 113 _